© rasailojaraid.com

اداریہ

ہماری موجودہ روش

قرآن مجید میں آیا ہے کہ ''جب ہم کسی قوم (بستی) کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے عیش پرست گروہ کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے طرزِ عمل کو بدلے، لیکن وہ اپنی عیش پرستی میں برابر غرق رہتا ہے۔ اس پر اس کی بربادی کا حکم جاری ہو جاتا ہے اور ہم اسے تہس نہس کر دیتے ہیں۔'' (الاسراء:۱۶)

آج کل ہمارے معاشرے میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس نے ہماری زندگی کی ساری خوشیاں چھین لی ہیں۔ ایک طرف کھانے پینے کی بنیادی چیزیں غریبوں کو میسر نہیں، آٹے کا ایک تھیلہ خریدنے کے لیے ہماری عورتوں کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے، دوسری طرف ارباب سیاست کا تغافل ہے، جو رومی کے 'سوز و ساز' اور رازی کے 'پیچ و تاب' سے محروم ہے۔ اب عوام کے مسائل حل ہوں تو کیوں کر؟ مرحوم اقبال نے سچ کہا تھا: ''اس بات کا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ مسلمان انفرادی آزادی کا بلند نظریہ رکھنے کے باوجود ایشیا کی سیاسی ترقی کے لیے کچھ نہیں کر سکے''۔ ایشیا کو تو چھوڑیے، کیا ہم نے اپنے ہی وطن کی سیاسی ترقی کے لیے کوئی مثبت قدم اُٹھائے یا اپنی سیاسی ناکامیوں سے کوئی سبق سیکھا؟ ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر اقبال اور جناح کبھی خلد بریں سے سیر کرتے ہوئے ہمارے آسمان کی طرف نکل آئیں تو انہیں ہماری فکری اور سیاسی شکستگی کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوگا۔

مزید ستم یہ ہوا کہ بجلی اور گیس کے بحران نے غریبوں کے دکھوں میں اور اضافہ کر دیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ بات یہاں پر ختم ہو جاتی تو شاید سکون مل جاتا۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ مذہب کے مقدس نام پر پورے ملک میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کا بازار گرم ہے۔ جس کا نشانہ غریب عوام بنتے ہیں یا ان کے غمگسار۔ گزشتہ ۲۷ر دسمبر کو راولپنڈی میں محترمہ بے نظیر کی شہادت نے ہماری سیاسی اور اجتماعی زندگی کے بھیانک چہرے سے نقاب اُلٹ دی ہے۔ اس المیہ کے نتیجہ میں صرف کراچی میں چھ سو گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔ بیسیوں بنکوں اور دکانوں کو لوٹ لیا گیا۔ غرضیکہ ہماری سیاسی انارکی نے ہماری اخلاقی، مذہبی اور ثقافتی روایات کو سرِ بازار رسوا کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب سیاست اپنے کاروبار کو آگے بڑھانے کے لیے مذہب کو استعمال کرتی ہے تو پھر اس کا رشتہ سچائی، بلند نظری، خدا ترسی اور خدمتِ خلق سے ٹوٹ جاتا ہے اور سوسائٹی جنگل کے قانون کی اسیر بن کر رہ جاتی ہے۔ اس کی بھیانک مثالیں ہم شب و روز اپنی زندگی میں دیکھ رہے ہیں۔

یہاں اس واقعہ کا ذکر شاید 'دلچسپی' سے خالی نہ ہو کہ جب دسمبر ۱۹۷۱ء میں سقوطِ ڈھاکہ کا المیہ پیش آیا تو پاکستان کے نائب صدر نور الامین، اور جناب روئیداد خان (سول سروس کے معروف قلم کار) جنرل یحییٰ سے ملنے گئے تو دیکھا کہ جنرل یحییٰ اور جنرل حمید شراب سے شغل فرما رہے ہیں۔ یہ اخلاقی پستی دیکھ کر نور الامین غصہ میں برس پڑے اور جنرل یحییٰ سے کہا: ''سقوطِ ڈھاکہ ہو چکا، مشرقی پاکستان جا چکا، لیکن تم ہو کہ شراب سے شغل فرما رہے ہو۔'' یہ کہنا تھا کہ محفل پر خاموشی طاری ہو گئی۔ جب جنرل یحییٰ کو ہوش آیا تو سقوطِ ڈھاکہ کا المیہ بیان کرتے ہوئے اس کی ذمہ داری مجیب الرحمان کے سر ڈالنے کی کوشش کی۔ ہماری قومی بدبختی کی یہ خوں چکاں داستاں جناب روئیداد خان نے اپنی کتاب ''پاکستان'' میں موثر انداز سے بیان کی ہے۔

ادھر نصف صدی پہلے 'مذہب اور جدیدیت' (Religion and Political Modernization) نامی کتاب میں معروف برطانوی دانشمند سر ہملٹن گِب (Sir Hamilton Gibb) نے ایک مقالہ میں اس اُمر کا ذکر کیا تھا کہ ''مسلمان دانشور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فکری ژولیدگی اور اپاہج کر دینے والی جذباتیت سے منہ موڑ کر تخلیقی سوچ کی طرف رُخ کریں گے۔''

ہمیں انتہائی دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے گزشتہ ساٹھ سالوں میں نہ تو اقبال و جناح کی فکر سے اپنی سیاسی تاریک راہوں کو روشن کیا اور نہ ہی افرو ایشیا میں آزاد ہونے والی قوموں سے کوئی سبق سیکھا۔ جنوبی افریقہ کا معروف رہنما نیلسن منڈیلا جب ستائیس سال جیل میں قیدِ تنہائی بسر کرنے کے بعد اپنے ملک کا حکمران بنا، تو پوری دُنیا نے اس کی سیاست، قربانی اور بے لوث خدمات کا اعتراف کیا۔ اس نے ۱۹۹۹ء میں عدالت کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: ''وہ ایک جمہوری اور آزاد سوسائٹی کے قائل ہیں، جہاں ملک کے تمام لوگ امن، یکساں (سیاسی اور معاشی) سہولتوں کے ساتھ زندگی بسر کریں گے۔ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جب امریکہ کے سابق صدر کلنٹن افریقہ میں منڈیلا سے ملے تو اُنہوں نے اس جگہ کو بھی دیکھا جہاں منڈیلا نے ۲۷ سال قیدِ تنہائی میں بسر کیے تھے۔ کلنٹن نے منڈیلا کی خدمات کا اعتراف کرنے کے بعد کہا کہ ہمیں قذافی (لیبیا کے صدر) اور کاسترو سے آپ کی دوستی پسند نہیں ہے۔ اس پر منڈیلا نے کہا کہ جن لوگوں نے مشکل وقت میں ہماری مدد کی ہے، ہم انہیں کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ آج جنوبی افریقہ کی حکومت میں سفید فام یورپین بھی شامل ہیں، جن کے خلاف منڈیلا نے جنگ شروع کی تھی۔ مغرب کے دانش مندوں نے منڈیلا کی بے مثال کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس نے اپنی اخلاقی طاقت کے بل پر اپنے حریفوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا ہے۔ برطانیہ کی ملکہ، جس نے ادھر نصف صدی سے باوقار دستوری شاہی زندگی بسر کرنے کے بعد دُنیا میں اپنا ایک منفرد مقام پیدا کر لیا ہے، نے دولتِ مشترکہ میں صدر نیلسن منڈیلا کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا تھا کہ ہمیں فخر ہے کہ منڈیلا جیسا مدبر دولتِ مشترکہ میں بیٹھا ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے بے داغ کردار ہی سے معجزوں کی تخلیق کر سکتا ہے۔

ہمیں اس نوشتۂ دیوار کو پڑھ لینا چاہیے کہ جب تک ہم اخلاقی اور سیاسی ذمہ داریوں کا احساس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتے ہوئے نیا جنم (Spirtual re-birth) نہیں لیتے اس وقت تک ہم اپنے سیاسی اور اجتماعی مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہیں گے۔ اقبال نے انہی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا: "ہماری راہ میں آنے والی مشکلات کا مجھے احساس ہے۔ یہاں میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں، اگر ہم نے اپنی مشکلات پر قابو نہ پایا تو دُنیا بہت جلد ہم سے نجات حاصل کر لے گی۔"[1]

عہدِ حاضر میں یورپ کے مردِ آہن اور عبقری انسان نپولین کے بارے میں Glimpses of the World History میں نہرو نے لکھا ہے کہ نپولین یونان سے خوش نہیں تھا کیوں کہ اس نے سقراط اور افلاطون جیسے مایہ ناز شہریوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا۔ Sir Livingston نے ہماری فکری ژولیدگی کے بارے میں لکھا ہے۔ "اگر آج سقراط زندہ ہوتا تو وہ ہمارے سیاست دانوں، صحافیوں اور دوسروں سے پوچھتا کہ وہ جمہوریت، آزادی یا غیر طبقاتی سوسائٹی کے الفاظ بدل کر کیا مراد لیتے ہیں؟..."

اس طرح یہ کہنا شاید بے جا نہ ہوگا، اگر آج شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز--- سرسیّد، اقبال اور جناح (رحمۃ اللہ علیہم) ہمارے درمیان موجود ہوتے، تو یقیناً ہم سے پوچھتے کہ آج مذہب کے مقدس نام پر جو انسانوں کا خون بہایا جا رہا ہے، کیا اسے روکنے کے لیے کوئی اخلاقی، سیاسی اور معاشی پروگرام تیار کیا گیا؟ کیا غلامی سے نجات اس لیے حاصل کی تھی کہ اپنے ہی بہن بھائیوں کو خاک و خون میں تڑپتا دیکھ کر ہمارے پندار (Ego) اور خبثِ باطن کو تسکین ملے؟ "خدایا! میری قوم کو ہدایت دیجیے۔ یہ نہیں جانتی کہ کیا کر رہی ہے؟"

بضاعتِ سخن آخر شد و سخن باقیست

ڈاکٹر رشید احمد (جالندھری)

[1] "I am quite sensible of difficulties that lie in our way, all that I can say if we cannot get over our difficulties, the world will soon get rid of us."

© rasailojaraid.com